خیر الکلام فی کشف أوھام الأعلام

از: مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی
شیخ الحدیث دارالعلوم، لندن

مذکورہ بالاعنوان کے تحت ''فتح الباری'' وغیرہ کتابوں میں واقع چند اوہام ذکر کیے جاتے ہیں۔ حافظ الدنیا: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جبالِ علم کی طرف وہم کی نسبت کرنے کا موضوع بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور اس کو سپرد قلم کرنا ایک انتہائی دشوار اور ناخوش گوار فریضہ ہے، یہی احساس قلم کا عناں گیر اور راقم سطور کا دامن کش رہا؛ لیکن ''ہدی الساری'' ص: ۳۹۵ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا- امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق- ذکر کردہ جملہ "وَلا بُدَّ لِلْجَوَادِ مِنْ كَبْوَةٍ"، "فتح الباری، ص: ۳٦١، ج: ۷ میں منقول جملہ "وَالْغَلَطُ لا يَخْلُوْ مِنْهُ إِنسَانٌ"، شیخ عبدالفتاح ابوغُدّہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول: لَمْ يَسْلَمْ مِنَ الْخَطَأِ أَحَدٌ مِّنَ الأَئِمَّةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْحِفْظِ وَالْعِلْمِ وَالضَّبْطِ وَالْإِتْقَانِ (الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، تحت عنوان الاستدراك، ص: ٥٦٣)، شیخ موصوف رحمہ اللہ کے ''امیر المومنین فی الحدیث'' لقب پر کلام کے دوران میں قول: وَلَا يَلْزَمُ مِنْ وَصْفِ الْمُحَدِّثِ بِهٰذَا اللَّقَبِ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ سَلِمَ مِنَ الْخَطأِ وَالْغَلَطِ أَوِ النَّقْدِ وَالْكَلَامِ فِيْهِ (جواب الحافظ المنذری عن أسئلة فی الجرحِ والتعدیل، ص: ١٠٥)، امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے ارشاد: مَنْ زَعَمَ أَنّ الثِّقَاتِ لَا يَتَأَتّٰى مِنْهُمُ الْوَهَمُ، فَقَدْ عَجِزَ وَ اسْتَحْمَقَ (فیض الباری، ص: ١١٠، ج: ٤) اور مشہور مقولہ "مِنْ كَمَالِ الْمَرْءِ أَنْ تُعَدَّ سَقْطَاتُهٗ" نیز ''فیضِ سبحانی، ص: ۳۳، ۳۴ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک وہم کا ذکر کرتے ہوئے محدث العصر حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری مدظلہم: شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے ارشاد:

''وہم سے کون عاری ہے؟ .... غلطی کو بیان کردینا؛ تاکہ لوگ غلطی سے آگاہ ہوجائیں اور

اس غلطی میں نہ پڑیں، کوئی عیب نہیں ہے۔ ابن حجر مکی فقیہ رحمہ اللہ نے ”الفتاوی الکبری“ میں ایک جگہ لکھا ہے: کَانَ التَّلَامِیذُ یَعْتَرِضُونَ علَی الْاَسَاتِذَۃِ، وَکَانَ لَھُمْ زَیْنٌ، لَا شَیْنٌ. یہ یا اس کے قریب قریب الفاظ ہیں، یعنی تلامذہ اپنے اساتذہ پر اعتراض کیا کرتے تھے یہ اُن کے حق میں زینت کا سبب تھا، عیب نہیں تھا۔ ہاں! کسی کی غلطی کا اظہار تنقیص کی غرض سے مذموم اور کبر کی بات ہے، اس سے اللہ بچائے کہ آدمی بڑوں کی تنقیص کرے۔“

انھیں علماء کے اعتدال نے یارا دیا کہ احتسابِ نفس کے بعد طلبہ کو غلطی میں واقع ہونے سے بچانے کے لیے ”فتح الباری“ وغیرہ میں واقع اوہام کو قلم بند کیا جائے؛ چناں چہ سر دست ایسے چند مقامات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

واضح ہو کہ وہم کی نسبت میں حضرات مصنّفین کی ظاہر عبارت پیش نظر رہی ہے؛ لیکن اس میں بعض مرتبہ اختلاف نُسخ جیسے احتمال کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا ہے۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان ابحاث میں بندہ نے جو لکھا ہے، اس کو حرفِ آخر نہیں کہا جاسکتا، ترجمانِ حقیقت نے فرمایا ہے۔

گمان مبر کہ بہ پایاں رسید کارِ مُغاں
ہزار بادۂ ناخوردہ در رگ تاک است

ابوشاہ یمنی رضی اللہ عنہ کے لیے خطبہ لکھ دینے کا واقعہ کب کا ہے؟

❁ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ (۱۳۱۵-۱۴۰۲ھ) کی ”تقریر بخاری شریف“ (اردو) کے ”مقدمہ“ میں ہے:

”علماءِ سلف میں کتابتِ حدیث کے متعلق تین مذاہب ہوگئے:

ایک جماعت یوں کہتی ہے کہ چوں کہ بعض دوسری احادیث سے کتابت کا ثبوت ملتا ہے؛ اس وجہ سے حدیث کا لکھنا، لکھانا جائز ہے۔ مثلاً:

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک صحابی حضرت ابوشاہ یمنی نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: اکتبو لأبی شاہ. اس خطبہ کے اندر کیا تھا؟ احادیث ہی تو تھیں۔“ (تقریر بخاری شریف (اردو)، ص:۴۲، ج:۱، دارالاشاعت، کراچی)

”سراج القاری لحلّ صحیح البخاری“ افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی قدس سرہ میں ”تقریر بخاری شریف“ (اردو) کا یہ مضمون بعینہٖ منقول

ہے، ملاحظہ ہو: سراج القاری، ص:۳۱، ج:۱، جامعہ قاسمیہ دارالعلوم زکریا: مرادآباد، طبع اول: جمادی الاولی ۱۴۳۱ھ)

''تقریر بخاری شریف (اردو) میں ''کتاب العلم'' میں فجاء رَجلٌ مِّنُ أهلِ اليمن'' کے تحت:

''یہ آنے والے حضرت ابوشاہ ہیں، جیسا کہ ابوداود وغیرہ کی روایات میں تصریح ہے.... اور یہی جملہ "اُكتُبُوا لِأَبِیُ فُلَانٍ" بخاری کی غرض ہے کہ دیکھو! یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے، حضور اقدس ﷺ کے امر سے کتابتِ حدیث ہو رہی ہے۔''

"الكنز المتواری فی معادن لامع الدراری وصحیح البخاری" میں فجاء رجل من أهل اليمن کے ذیل میں ہے:

هذا الجائی هو سيّدنا أبوشاه، كما صرح فی رواية أبي داؤد وغيره... وبما أن غرض الإمام البخاری هو هذه الجملة "اكتبوا" فهذه القصة وقعت فی حجة الوداع.

(الكنز المتواری، كتاب العلم، باب كتابة العلم، ص:۳۵۱، ج:۲، مؤسسة الخليل الإسلامية: فيصل آباد)

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ (۱۲۹۶-۱۳۷۷ھ) کے ملفوظات میں ہے:

(ملفوظ:۳۴) جناب رسول اللہ ﷺ نے جب حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں اپنا نہایت جامع اور فصیح خطبہ پڑھا، جس میں اجمالاً تمام شرائع اسلامیہ کو ذکر کیا گیا تھا، تو ابوشاہ نے اس کے لکھوا دینے کی استدعا کی، آپ نے فرمایا: اس کو لکھ دو۔ (بخاری، سیرت شیخ الاسلام، ص:۵۶۰، ج:۲، مکتبہ دینیہ: دیوبند، طباعت: ربیع الاوّل:۱۴۱۴ھ)

بندہ کہتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوشاہ یمنی رضی اللہ عنہ کی درخواست پر خطبہ لکھ دینے کا امر فرمایا تھا، وہ ''حجۃ الوداع'' کے موقع پر نہیں؛ بل کہ ''فتح مکہ'' کے موقع پر تھا؛ چناں چہ "صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کتابة العلم" کی جس حدیث پاک میں یہ قصہ مذکور ہے، اس کے سیاق میں اس کی صراحت ہے۔ مکمل حدیث اس طرح ہے:

.... عَنُ أَبِی هُرَيُرَةَ أَنَّ خُزاعَةَ قَتلُوا رَجُلًا مِنُ بَنِی لَيُثٍ عَامَ فَتحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنُهُم قَتلُوهُ، فَأُخُبِرَ بِذلِكَ النَّبِیُّ صلّى الله عليهِ وَسَلَّم، فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَخَطَبَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ

حَبس عَنْ مَكَّةَ القَتْلَ أَوِ الفِيلَ، قَالَ محمدٌ: وَاجعلُوهُ عَلَى الشَّكِّ، كذا قال أبو نُعَيمٍ: القَتْلَ او الفِيلَ، وغيرهُ يقولُ: الفيلَ وَسُلِّطَ عَلَيهِم رَسُولَ اللَّهِ وَالمُؤمِنُونَ، أَلَا وَإِنَّهَا لَم تَحِلَّ لِأَحدٍ قَبلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحدٍ بَعدِي، أَلَا وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ، لَا يُختَلَىٰ شَوكُهَا وَلَا يُعضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنشِدٍ، فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيرِ النَّظَرَينِ: إِمَّا أَنْ يُعقَلَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهلُ القَتِيلِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهلِ اليَمَنِ، فَقَالَ: اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: اكْتُبُوا لِأَبِي فُلَانٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيشٍ: إِلَّا الإِذخِرَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنَّا نَجعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: إِلَّا الإِذخِرَ إِلَّا الإِذخِرَ.(صحيح بخاری، کتاب العلم، باب کتابة العلم، ص:۲۲، ج:۱، قديمي: کراچی)

ابن ابی جمرۃ رحمہ اللہ نے اس پر جزم نہیں کیا ہے

۞ غارِحرا، میں سب سے پہلی وحی نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جب ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پورا ماجرا سنایا، تو خشیت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

لقد خشيتُ علیٰ نفسی. (صحيح بخاری، بدء الوحی، ص:۳، ص:۱، قديمي: کراچی)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) نے مذکورہ خشیت کی مراد میں علماء کے بارہ اقوال نقل فرمائے ہیں، جن میں سے چوتھا قول مرض کا اندیشہ نقل کرکے فرمایا کہ ابن ابی جمرۃ رحمہ اللہ (وفات:۶۹۹، وقیل:۶۷۵ھ) نے اسی پر جزم کیا ہے؛ چناں چہ ''فتح الباری'' میں ہے:

والخشية المذكورة اختلف العلماء فی المراد بها علی اثنی عشر قولا.... رابعها: المرض، وقد جزم به ابن أبی جمرة. (فتح الباری، ص:۳۳، ج:۱، دارالريان: القاهرة)

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (۸۵۱-۹۲۳ھ) نے بھی مرض والے قول پر جزم کی نسبت صاحب بہجۃ النفوس شیخ عارف ابن ابی جمرۃ رحمہ اللہ کی طرف کی ہے؛ چناں چہ ''إرشاد الساری'' میں ہے:

(**خشيت علىٰ نفسی**) الموت من شدة الرعب، أو المرض، كما جزم به فی بهجة النفوس. (إرشاد الساری، ص:۹۰، ج:۱، العلميه: بيروت)

"امداد الباری شرح بخاری" میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ کا اور ہامش "لامع الدراری" نیز "الکنز المتواری" میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ قسطلانی رحمہما اللہ دونوں کا کلام بلا تعقب منقول ہے۔ ملاحظہ ہو: إمداد الباری، ص:۱۸۲، ج:۳، مکتبۂ حرم: مرادآباد، لامع الدراری، ص:۵۰۱، ج:۱، الإمدادیة: مکة المکرمة، الکنز المتواری، ص:۴۹، ج:۲، مؤسسة الخلیل الإسلامیه: فیصل آباد.

نواب صدیق حسن خاں صاحب قنوجی بھوپالی نے حافظ ابن حجر اور علامہ قسطلانی رحمہم اللہ کے مانند مرض والے قول پر جزم کی نسبت "بهجة النفوس" کی طرف ہے، پھر آگے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ کی بات بھی "فتح الباری" کے حوالے سے ذکر فرمائی ہے:

(**لقد خشیت علیٰ نفسی**) الموت من شدة الرعب أو المرض کما جزم به فی بهجة النفوس... قال الحافظ فی الفتح: .... وابعها: المرض، وقد جزم به ابن أبی جمرة. (عون الباری لحلّ أدلة صحیح البخاری، ص:۵۱، ۵۲، ج:۱، العلمیة: بیروت)

بندہ کہتا ہے:

یہاں حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ قسطلانی اور نواب صدیق حسن خاں بھوپالی رحمہم اللہ کو وہم ہوا ہے؛ اس لیے کہ صاحب بہجۃ النفوس شیخ عارف ابن ابی جمرۃ رحمۃ اللہ نے مرض والے قول پر جزم نہیں کیا ہے؛ بل کہ انھوں نے دو احتمال ذکر فرمائے ہیں: (۱) مرض (۲) کہانت۔ اُن کا رجحان اِن دو میں سے کہانت والے احتمال کی طرف ہے، انھوں نے اسے اظہر قرار دیا ہے؛ چناں چہ حضرت موصوف "بهجة النفوس" میں فرماتے ہیں:

قوله علیه السلام: ﴿لقد خشیت علی نفسی﴾ خشیته علیه السلام هنا تحتمل وجهین:

أحدهما أن تکون خشیته من الوعك الذی أصابه من قبل الملك، فخشی أن یقیم بالمرض من أجل ذلك.

الثانی أن تکون خشیته علیه السلام من الکهانة، وهو الأظهر؛ لأنه علیه السلام کان یبغض الکهنة وأفعالهم، فلما جاءه الملك ولم یصرح له بعد بأنه نبی أو رسول، خشی علیه السلام إذ ذاك أن یصیبه من الکهانة شیء؛ لأنها کانت فی زمانه کثیرة، وهذا منه علیه السلام کثرة مبالغة فی الإجتهاد وتمحیض فی الأفعال؛ لأنه قد صحّ

أن الحجر كان يخاطبه قبل ذلك، ويشهد له بالرسالة والمدر والشجر كذلك، وقد أخبره بعض الرهبان بذلك؛ لكن بعد هذا كله لما أن أصابه عليه السلام هذا الأمر، وهو محتمل لوجهين. أحدهما ضعيف والآخر قوى بتلك الأدلة التى ظهرت له قبل، لم يترك الوجه المحتمل، وإن كان ضعيفا حتى تحقق بطلانه بيقين. وبه يستدل المتصوفة فى الواقع إذا وقع لهم محتملا لوجهين أو وجوه، و أحدها يخاف منه والوجه الآخر من المبشرات أنهم يبحثون على الشىء الذى يخافون منه وإن كان ضعيفا بالنسبة إلى غيره.

يشهد لما قررناه من أن النبى ﷺ كانت خشيته من الكهانة جواب خديجة إليه، وكيف رفعته إلى ورقة، فلو كانت خشيته عليه السلام من المرض لما كان جواب خديجة إليه بتلك الألفاظ ولما احتاج أن يبث خبره عليه السلام لورقة.

(بهجة النفوس، ص:۱۸، ۱۹، ج:۱، دارالجيل: بيروت)

''صحیح بخاری'' میں حدیثِ ہرقل کی تخریج کتنے مقامات میں ہوئی ہے؟

❁ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴-۲۵۶ھ) نے اپنی "صحیح" میں حدیثِ ہرقل کتنے مقامات میں تخریج فرمائی ہے؟ اس سلسلے میں واقع ہونے والے اوہام پر مشتمل بندے کا ایک مضمون ماہنامہ ''دارالعلوم'' کے پچھلے ایک شمارے میں عنوان بالا سے شائع ہو چکا ہے؛ اس لیے یہاں اُسے حذف کردیا ہے۔

یہاں صحابی کے نام میں وہم ہوا ہے

❁ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہٗ اللہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) "فتح الباری" میں فرماتے ہیں:

والتحقيقُ أنَّ أولَ صلاةٍ صلّاها فى بنى سلمةَ لمّا مات بِشْرُ بنُ البراءِ بن مَعْرورٍ الظّهرُ. (فتح البارى، كتاب الإيمان، باب الصلاة من الإيمان، ص:۱۲۰، ج:۱، دارالريان: القارة)

''تحقیق یہ ہے کہ سب سے پہلی نماز جو (خانۂ کعبہ کی طرف رُخ کرکے) آپ ﷺ نے بنوسلمہ میں، جب حضرت بشر بن براء بن مَعْرور رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی، ادا فرمائی وہ ظہر کی نماز ہے۔''

بندہ کہتا ہے:

یہاں صحابی کے نام میں حافظ ابن حجر رحمہٗ اللہ کو وہم ہوا ہے؛ کیوں کہ تحویلِ قبلہ سے قبل

وفات پانے والے حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہما کے والد حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہما نہیں۔ حضرتِ بشر بن براء تو تحویل قبلہ کے وقت بقید حیات تھے، ان کا وصال فتح خیبر کے موقع پر سلاّم بن مشکم کی بیوی زینب بنت الحارث کی پیش کردہ بھونی زہر آلود بکری کا گوشت کھانے سے ہوا تھا۔ "فتح الباری" میں ہے:

والذين ماتوا بعد فرض الصلاة وقبل تحويل القبلة من المسلمين عشرة أنفس... ومن الأنصار بالمدينة البراء بن معرور بمهملات وأسعد بن زرارة. (فتح الباری، كتاب الإيمان، باب الصلاة من الإيمان، ص: ۱۲۱، ج: ۱، دارالريان: القاهرة)

"العجاب فی بيان الأسباب" (أسباب نزول القرآن) للحافظ ابن حجر العسقلانی میں ہے:

قال الواحدی:

قال ابن عباس فی رواية الكلبی – يعنی عن أبی صالح عنه –: كان رجال من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من المسلمين قد ماتوا على القبلة الأولى، منهم أبو أمامة أسعد بن زرارة أحد بنی النجار والبراء بن معرور أحد بنی سلمة فی أناس آخرين، جاءت عشائرهم، فقالوا: يا رسول الله، توفی إخواننا وهم يصلون إلى القبلة الأولىٰ، وقد صرفك الله إلىٰ قبلة إبراهيم، فكيف بإخواننا؟ فأنزل الله عزوجل ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيُمَانَكُمُ﴾. (العجاب فی بيان الأسباب، ص: ۹٤، العلمية: بيروت)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (۶۷۳-۷۴۸ھ) "العبر فی خبر من غبر" میں سن ایک ہجری کے واقعات میں تحریر فرماتے ہیں:

وفيها توفی البراء بن معرور أحد النقباء و أول من بايع النبی صلى الله عليه وسلم ليلة العقبة. (العبر فیخبر من غبر، ص: ٥، ج: ١، العلمية: بيروت)

عباراتِ بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا انتقال تحویل قبلہ سے پہلے ہوا ہے۔

اب ذیل میں وہ عبارات درج کی جاتی ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہما کی وفات فتح خیبر کے موقع پر ہوئی تھی؛ چناں چہ حافظ ابن حجر رحمہٗ

اللہ "فتح الباری" **میں فرماتے ہیں:**

قال ابن إسحاق:

لما اطمأن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد فتح خیبر، أهدت له زینب بنت الحارث امرأة سلام بن مشكم شاة مشوية، وكانت سألت: أی عضو من الشاة أحب إليه؟ قيل لها: الذراع، فأكثرت فيها من السم، فلما تناول الذراع لاك منها مضغة ولم يسغها، وأكل معه بشر بنا البراء فأساغ لقمته، فذكر القصة، وأنه صفح عنها، وأن بشر بن البراء مات منها. (فتح الباری، کتاب المغازی، باب الشاة التی سمّت للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بخیبر، ص: ٥٦٨، ٥٦٩، ج:٧، دارالریان: القاهرة)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "الإصابة فی تمییز الصحابة" **میں فرماتے ہیں:**

٦٥٤ (بشر) بن البراء بن معرور .... وأما بشر فشهد العقبة مع أبيه، وشهد بدرا وما بعدها، ومات بعد خيبر من أكلة أكلها مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم من الشاة التی سمّ فيها، قاله ابن إسحاق. (الإصابة، ص: ١٥٠، ج:١، دارالفكر: بيروت)

ملحوظہ:

علامہ شمس الدین برماوی رحمہ اللہ (۷۶۳-۸۳۱ھ) نے فتح خیبر کے موقع پر بھونی ہوئی زہر آلود بکری کا گوشت کھانے کی وجہ سے وفات پانے والا بجائے حضرت بشر کے ان کے والد حضرت براء رضی اللہ عنہما کو قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو: اللامع الصبيح، ص: ٢٩٢، ج:١١، دارالنوادر: سورية. **اسی طرح قدیمی کتب خانہ: کراچی، پاکستان کی مطبوعہ** "صحیح بخاری" **کے حاشیہ میں بھی واقع ہوا ہے، ملاحظہ ہو:** صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب الشاة التی سمت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بخیبر، ص: ٦١٠، ج:٢، قدیمی: کراچی، **یہ وہم ہے۔**

العرض بحث کی ابتداء میں مذکور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول: والتحقيقُ أن أول صلاةِ صلّاها فی بنی سلمةَ لمّا مات بِشْرُ بنُ البراءِ بنِ معرورٍ الظّهرُ (فتح الباری، ص: ١٢٠، ج:١) **میں بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہما کا ذکر وہم ہے۔ یہ وہم دیگر شروح وامالی میں بھی در آیا ہے، بعض میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے اور بعض میں ان کے حوالے کے بغیر۔ ذیل میں بطور مثال چند شروح وامالی کا ذکر کیا جاتا ہے:**

(١) ضياء الساری فی مسالك أبواب البخاری، ص:٤٢٥، ج:١، دارالنوادر: سوریه.

(٢) كوثر المعانی الدراری فی كشف خبايا صحيح البخاری، ص:٢٢٦، ج:٢، مؤسسة الرسالة: بيروت.

(٣) هامش لامع الدراری علی جامع البخاری، ص:٥٨٤، ج:١، المكتبة الإمدادية: مكة المكرمة

(٤) الكنز المتواری فی معادن لامع الدراری وصحيح البخاری، ص:٤٠٢، ج:٢، مؤسسة الخليل الإسلاميه: فيصل آباد

(٥) معارف السنن شرح سنن الترمذی، ص:٣٦٩، ج:٣، الرشيدية: كراتسی

(٦) الكوثری شرح ترمذی، ص:١٥، ج:٢، مكتبه حرم: نئی دهلی

(٧) ايضاح البخاری، ص:٣٧٨، ج:١، اداره دعوتِ اسلام: كراچی

(٨) سراج القاری لحلّ صحيح البخاری، ص:١٩٣، ج:١، جامعه قاسميه دارالعلوم زكريا: مراد آباد

اس موقع پر صاحب امداد الباری شرح بخاری کو پیش آنے والے وہم میں بشر بن براء اور براء بن معرور کے درمیان فرق ہی نظر انداز ہو گیا ہے، ملاحظہ ہو: إمداد الباری شرح بخاری، ص:٦١٩، ٦٢٠، ج:٤، مكتبه حرم: مراد آباد

اس رات میں سرے سے وضوء کا ذکر ہی نہیں

❁ "صحيح بخاری" میں ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّى، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا. (صحيح بخاری، كتاب الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ص:٢٦، ٢٧، ج:١، قديمی: كراچی)

”.... حضرت کریب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سُنا:

رسول اللہ ﷺ عرفہ سے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب ایک گھاٹی میں پہنچے، تو سواری سے اترے اور پیشاب کیا، پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور وضو میں اسباغ نہیں کیا (یعنی خفیف وضو فرمایا)، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نماز کا ارادہ ہے؟ (یا نماز کا وقت ہوگیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: نماز (یا نماز کی جگہ) تمہارے آگے ہے (یعنی مزدلفہ جاکر نماز پڑھیں گے)، پھر آپ ﷺ سوار ہوگئے، جب مزدلفہ میں آئے، تو سواری سے اترے اور وضو فرمایا، تو وضو میں اسباغ کیا، پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی، تو آپ ﷺ نے مغرب پڑھائی، پھر ہر شخص نے اپنا اونٹ اس کے ٹھکانے پر بٹھایا، پھر عشاء کے لیے تکبیر کہی گئی، پس آپ ﷺ نے (عشاء کی) نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان آپ ﷺ نے کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھی۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات جس پانی سے وضو فرمایا، وہ زمزم کا پانی تھا، اس کی تخریج عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زیاداتِ مسند احمد بن حنبل میں اسنادِ حسن سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کی ہے۔ ”فتح الباری“ میں ہے:

(**فائدة**): الماء الذی توضأ به صلی الله علیه وسلم لیلتئذ کان من ماء زمزم، أخرجه عبد الله بن أحمد بن حنبل فی زیادات مسند أبیه بإسناد حسن من حدیث علی بن أبی طالب. (فتح الباری، کتاب الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ص: ۲۹۰، ج: ۱، دار الریان: القاهرة)

بندہ کہتا ہے:

یہ وہم ہے؛ اس لیے کہ محولۂ بالا روایت میں اس رات میں سرے سے وضو کا ذکر ہی نہیں، چہ جائیکہ ماءِ زمزم سے وضو کا ذکر ہو؛ البتہ اس روایت میں طوافِ افاضہ کے موقع پر ماءِ زمزم سے وضو کا ذکر ہے۔ مکمل روایت حسب ذیل ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْبَصْرِیُّ، حَدَّثَنَا الْمُغِیرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِیُّ، حَدَّثَنِی أَبِی عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ زَیْدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ بن علي، عَنْ أَبِیهِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللهِ بْنِ أَبِی رَافِعٍ مَوْلَی

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضى الله عنه: أَنَّ النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ بِعَرَفَةَ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَقَالَ: "هَذَا الْمَوْقِفُ، وَكُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ" ثُمَّ دَفَعَ يَسِيرُ الْعَنَقَ، وَجَعَلَ النَّاسُ يَضْرِبُونَ يَمِينًا وَشِمَالًا، وَهُوَ يَلْتَفِتُ وَيَقُولُ: "السَّكِينَةَ أَيُّهَا النَّاسُ، السَّكِينَةَ أَيُّهَا النَّاسُ" حَتَّى جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ، وَجَمَعَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ، ثُمَّ وَقَفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، فَوَقَفَ عَلَى قُزَحَ، وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ الْعَبَّاسِ، وَقَالَ: "هَذَا الْمَوْقِفُ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ" ثُمَّ دَفَعَ وَجَعَلَ يَسِيرُ الْعَنَقَ، وَالنَّاسُ يَضْرِبُونَ يَمِينًا وَشِمَالًا، وَهُوَ يَلْتَفِتُ وَيَقُولُ: "السَّكِينَةَ، السَّكِينةَ أَيُّهَا النَّاسُ" حتى جَاءَ مُحَسِّرًا فَقَرَعَ راحلتَه فَخَبَّتُ، حَتى خرج، ثم عاد لِيَسُرهِ الأولِ، حتى رَمى الجمرةَ، ثم جاء المَنْحَر فقال: "هذا المَنحَرُ، و كلُّ مِنى مَنحَرٌ".

ثم جاءَته امرأَةٌ شابةٌ من خَثْعَمَ، فقالت: إنَّ أَبى شَيْخٌ كَبيرٌ، وقد أَفْنَدَ، وأَدركَته فَريضةُ اللّٰه فى الحَجِّ، ولا يستطيعُ أَداءَها، فيُجزِىءُ عنه أَن أُؤدِّيها عنهُ؟ قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "نعم"، وجَعل يصرِفُ وجهَ الفَضل بنِ العباس عنها.

ثم أتاه رَجُلٌ فقال: إِنى رَمَيتُ الجَمْرَةَ، وأَفَضْتُ ولَبِستُ ولم أَحلِقْ. قال: "فلا حَرَجَ، فاحْلِقْ". ثم أَتاهُ رجل آخرُ، فقال: إِنى رَمَيتُ وحلقتُ ولَبِستُ ولم أَنْحرْ. فقال: "لا حَرَجَ فانْحَرْ".

ثم أفاض رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فدعا بِسَجْلٍ من ماءِ زَمزَمَ، فَشَرِبَ منه و توضأ، ثم قال: "انْزِعُوا يا بَني عبدِ المُطَّلِبِ، فلولا أَن تُغْلَبُوا عليها لَنزَعْتُ".

قال العباس: يا رسول اللّٰه، إِنى رأيتُك تَصْرِفُ وجهَ ابنِ أَخِيكَ؟ قال: "إِنى رأَيتُ غُلامًا شابًا، وجاريةً شابةً، فخَشِيتُ عَلَيْهِما الشَّيطانَ". (مسند الإمام احمد بن حنبل، مسند على بن أبى طالب رضى اللّٰه عنه، حديث: ٥٦٤، ص:٨،٩، ج:٢، مؤسسة الرسالة: بيروت)

"فتح الباری" میں واقع ہونے والا وہم دیگر شروح وکتب میں بھی درآیا ہے، بعض میں "فتح الباری" کے حوالے سے اور بعض میں اس کے حوالے کے بغیر۔ ذیل میں بطور مثال چند شروح وکتب کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) منحة الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ص:۴۱۳، ج:۱، الرشد: الریاض

(۲) إرشاد الساری، کتاب الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ص:۳۴۹، ج:۱، العلمیة: بیروت

(۳) ضیاء الساری فی مسالك أبواب البخاری، کتاب الوضوء باب إسباغ الوضوء، ص:۱۰۰، ج:۳، دارالنوادر: سوریة

(٤) حاشیة التاودی بن سودة علی صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ص:۱٤۹، ج:۱، العلمیة: بیروت

(٥) فتح المبدی بشرح مختصر الزبیدی، کتاب الوضوء، ص:۲۱٥، ج:۱، العلمیة: بیروت

(٦) عون الباری لحلّ أدلة صحیح البخاری، کتاب الوضوء، ص:۲٥۷، ج:۱، العلمیة: بیروت

(۷) الفجر الساطع علی الصحیح الجامع، کتاب الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ص:۳۰۳، ج:۱، الرشد: الریاض

(۸) کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ص:۲۲٤، ۲۲٥، ج:٤، مؤسسة الرسالة: بیروت

(۹) أوجز المسالك إلی موطأ مالك، کتاب الحج، باب صلاة المزدلفة، حدیث: ۸۸۹، ص:۲۱٥، ج:۸، دارالقلم: دمشق

(۱۰) حجة الوداع وجزء عمرات النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، ص:۱۱۰، المجلس العلمی: سملك – ڈابھیل

(۱۱) الشرح المیسر لصحیح البخاری المسمی الدرر واللّآلی بشرح صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ص:۲۳۰، ج:۱، المکتبة العصریة: بیروت.

❁ ❁ ❁